فاضل مرتب نے محنت شاقہ اور دیدہ وری سے کام لے کر جو مواد اس کتاب میں یکجا کر دیا ہے وہ بذات خود بہت قابل قدر اور سزاوار تحسین ہے، یونیورسٹیوں میں عربی کے اساتذہ اور طلبا کو خصوصًا اس کتاب سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔

آذری ترجمہ جناب کبیر احمد صاحب جائسی، تقطیع متوسط، ضخامت ۲۰۰ صفحات، کتابت و طباعت بہتر قیمت مجلد/ 12، پتہ: مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی — ۲۵۔

آذربیجان جو ایران کا بہت مشہور اور مردم خیز صوبہ رہا ہے اور اب اس کا ایک حصہ سوویت روس کے ماتحت ہے اس کی زبان کو آذری یا آذربیجانی کہتے ہیں، عربوں نے جب ایران پر قبضہ کیا اس وقت بھی یہاں کی زبان کا نام آذری تھا، اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ ایک مستقل زبان تھی اور پہلوی دری یا فارسی سے اس کا تعلق نہ تھا، لیکن سیاسی حالات کے زیر اثر اس زبان پر بھی تغیر و انقلاب کے بہت سے دور گذرے ہیں جن کے باعث یہ متعدد زبانوں کا ملغوبہ بن گئی ہے، اس بنا پر علما کا اس باب میں اختلاف ہے کہ آذری کی اصل کیا ہے؟ ایک طبقہ ترکی زبان کو بتاتا ہے اور دوسرا ایرانی کا حامی ہے، ایران کے ایک فاضل احمد کسروی تبریزی نے ایک کتاب لکھی تھی جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ آذربیجان کی اصل زبان ایرانی ہے نہ کہ ترکی۔ کتاب چونکہ محققانہ تھی اس لیے ڈاکٹر کبیر احمد جائسی جو خود فارسی کے استاد اور تحقیق و تصنیف کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں انھوں نے اس کا سلیس و شگفتہ اردو میں ترجمہ کیا اور ساتھ ہی ایک دلچسپ اور بصیرت افروز مقدمہ لکھا ہے جس میں انھوں نے کتاب کے مشتملات کا تجزیہ کیا اور بالغ نظری سے ان کا تنقیدی جائزہ بھی لیا ہے، مصنف نے ثابت یہ کرنا چاہا ہے کہ آذری کی اصل ایرانی زبان تھی نہ کہ ترکی، لیکن مصنف کے دلائل میں ژولیدہ بیانی اور بے یقینی کی جھلک نظر آتی ہے، پھر عربوں کی تاریخ سے اس کی واقفیت کا حال یہ ہے کہ ایک جگہ لکھتا ہے: ہزاروں سال سے عرب ایک بے برگ و گیاہ سرزمین میں مشقت کی زندگی بسر کر رہے تھے اور ان کی نظر ہمیشہ سے عراق و ایران کے سبزہ زاروں کی طرف تھی (اسلام کے زیر سایہ) ان کی یہ دیرینہ آرزو بر آئی، (ص ۳۸) گویا مصنف کو اس کا علم ہی نہیں ہے کہ ساسانی حکومت

کس طرح عرب پر حملہ آور ہونے کا خواب دیکھ رہی تھی۔ اسی طرح مصنف آگے چل کر لکھتا ہے، "ایران میں آذربائیجان کے باشندوں میں) اور عربوں میں اختلاط کم ہی ہوا، (ص ۲۸) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت بنی عباس میں عرب وایران کا جو بے محابا اختلاط وارتباط تھا مصنف کو اس کی خبر ہی نہیں ہے، تاہم کتاب معلومات افزا ہے اور مطالعہ کے لائق۔

مولانا روم کی کہانیاں: مرتب محمد حفیظ الدین، کتابت وطباعت وکاغذ عمدہ، سائز متوسط (۱۸x۲۲/۸) ضخامت ۸۰ صفحات، قیمت دو روپے۔ پتہ: ترقی اردو بورڈ، وزارت تعلیم وسماجی بہبود، نئی دہلی۔

مولانا جلال الدین رومی کی مثنوی کو جو قبول عام حاصل ہوا کتابوں کی تاریخ میں اس کی مثالیں کم ہیں، اس قصے کہانیوں کے ذریعے حکمت ومعرفت اور بلند اخلاق کے سبق سکھائے گئے ہیں، اس کی کہانیاں اخلاقی کتابوں میں، کورس کی کتابوں میں اور عام قصے کہانی کی کتابوں میں بہت نقل ہوئی ہیں، اس کے علاوہ مثنوی کی کہانیوں کے مستقل مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں، زیر تبصرہ مجموعہ بھی ۱۲ کہانیوں کا ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے جس کی زبان بچوں کی مناسبت سے بہت ہلکی پھلکی اور آسان رکھی گئی ہے، البتہ بعض الفاظ میں پرانا پن جھلکتا ہے جیسے: ایکا ایکی (ص ۱۳) یکایک اور اچانک کے معنی میں —— دھول (ص ۱۳) دونوں ہاتھوں کا گھونسہ کے معنی میں —— رمنا (ص ۳۱ ص ۳۲) چراگاہ یا سبزہ زار کے معنی میں —— بدمزہ (ص ۳۸) بد حال کے معنی میں —— اس قسم کے الفاظ کو سمجھنے میں بچوں کو دشواری ہو سکتی ہے۔

کہانیوں میں سبق تو اکثر ہوتے ہیں اور بزرگوں میں کہانیاں سنانے کا جو رواج رہا ہے وہ اسی غرض سے تھا بھی، مگر ہر کہانی میں سبق کا پہلو نمایاں نہیں ہوتا ہے، مولانا رومی کہانی کے بیان کے دوران اکثر بیچ بیچ میں بھی اس کے سبق آموز پہلو کو بڑی خوبی سے کھولتے ہوئے چلتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتابچے میں بھی ایک حد تک اس بات کی کوشش کی گئی ہے۔